السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس آیت میں ’’لو‘‘ شرطیہ ہے کیا لووقوع جزاء وشرط کو مستلزم ہے یانہیں اوریہ آیت قیاس اقترانی ہوسکتی ہے یانہیں ۔ اگر ہے توآپ بصورت قیاس اقترانی درمنطق اس آیت کوبیان فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس اعتراض کےتین جواب دیئے ہیں ۔

ایک یہ کہ "لوکنت اعلم الغیب" کہنے کے وقت آپ کوبعض غیب کی باتوں کاعلم تھا ۔ مگرآپ نے بطورتواضع کے کلی طورپرعلم غیب کی نفی کردی ۔

دوم یہ کہ "لوکنت اعلم الغیب" کہنے کے وقت اگرچہ آپ کوکسی غیب کی بات کاعلم نہ تھا ۔ پھرخدانے آپ کوبعض باتوں کی خبردی ۔ جیسے آیۃ فلایظہر سے ظاہر ہے ۔

سوم یہ کہ آپ کولوکنت اعلم الغیب کہنااپنے طورپرنہیں بلکہ کفارکے سوال کے جواب میں ہے اس وقت آپ کوکسی بات کی اطلاع نہ تھی ۔ جب اس کے بعدخدانے آپ کوبذریعہ وحی بعض باتوں کی خبردی تویہ آپ کی نبوت کی دلیل بن گئی ۔

پہلے اعتراض کے جواب سے دوباتیں حاصل ہوئیں ۔ ایک یہ کہ آپ کوخدائی اختیارات نہ تھے ۔ بلکہ جیسے اورانسانوں کی قدرت ہے اس طرح کی قدرت آپ کی تھی ۔ دوم یہ کہ آپ کوتمام باتوں کاعلم نہ تھااورنہ اس قدرت کے ساتھ بہت سی بھلائی جمع کرلیتےاوربرائی سے بچ جاتے ۔

دوسرے اعتراض کے تینوں جوابوں سے معلوم ہواکہ آپ کوبذریعہ وحی بعض پوشیدہ باتوں کاعلم حاصل ہے خواہ لوکنت اعلم الغیب کہنے کے وقت ہواوربطورتواضع کے کلی طورپرنفی کردی ہو ۔ اورخواہ لوکنت اعلم الغیبکہنے کے بعدہواہو ۔ اوربعدہونے کی صورت میں خواہ کلام کفارکے سوال کاجواب ہویااپنے طورپر ۔

خلاصہ یہ کہ دونوں اعتراضوں کے جوابوں سے توحیدکاپورانقشہ سامنے آجاتاہے ۔ جس میں کسی کااختلاف نہیں ۔ وہ یہ کہ نہ آپ کوخدائی اختیارات حاصل ہیں ۔ نہ آپ کوعلم غیب ہے ۔ بجزاس کے کہ کوئی بات آپ کوخداتعالیٰ بذریعہ وحی معلوم کرادے ۔

غرض تفسیرجمل کی عبارت فریق مخالف کومفید نہیں ۔ بلکہ انہی پرحجت ہے مگروہ بے سمجھے بن سوچے پیش کررہے ہیں ۔ اورعموماًان کی یہی حالت ہے ۔ خداان کوسمجھ دے ۔ آمین

تفصیل اول :

عموماًمشہورہے کہ شرط وجزاء کاوقوع ضرورنہیں ۔ حالانکہ حقیقت کچھ اورہے اوروہ یہ کہ کلمات شرط کئی ہیں ۔ کسی میں وقوع ضروری ہے کسی میں وقوع ضروری نہیں ۔ مثلاًاذامیں وقوع ضروری ہے ان میں ضروری نہیں اہل عربیت کے نزدیک ان مشکوک کےلیے ہے اورچونکہ ان شرط میں اصل ہے اورمشہورہے ۔ اس لیے یہ بات مشہورہوگئی کہ شرط جزاء کاوقوع ضروری نہیں ۔ حالانکہ ضروری بھی ہے اورنہیں بھی ۔ لومیں عدم وقوع ضروری ہے ۔ نورالانوارمیں ہے ۔

(وہو بمعنی ان انتفاء الجزاء فی الخارج فی الزمان الماضی با نتفاء الشرط کما ہو عند اہل العربیۃ اوان انتفاء الشرط فی الماضی لاجل انتفاء الجزاء کما ہو عند ارباب المعقول» (نورالانوارمبحث حروف شرط ص 140»

:ترجمہ : ۔ لواہل عربیت کے نزدیک انتفاء جزاکےلیے ہے بوجہ انتفاء شرط کے اورارباب معقول کے نزدیک انتفاء شرط کےلیے ہے ۔ بوجہ انتفاء جزاء کے ۔ قرآن مجیدمیں دونوں طرح استعمال ہواہے ۔ آیت کریمہ

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا --سورۃ الانبیاء22

ارباب معقول کے موافق ہے ۔ اس طرح آیت کریمہ :

وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ --سورۃ ال عمران 159

اہل عربیت کے موافق آئی ہے ۔ یعنی اگرتوسخت زبان سخت دل ہوتاہے تویہ لوگ تیرے اردگردسے منتشرہوجاتے ۔

اس طرح آیت کریمہ:

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ --سورۃ النساء66

اہل عربیت کے موافق ہے یعنی اگر ہم ان پر لکھتے کہ اپنی جانوں کو قتل کرو اور اپنے گھروں سے نکل جاؤ۔ تو وہ یہ کام نہ کرتے مگر ان سے تھوڑے۔

نوٹ:۔ لو اہل عربیت کے موافق عربی محاورات میں کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اس لیے اہل عربیت نے اس معنیٰ کو اختیار کیا ہے۔ اور ارباب معقول کا مقصد چونکہ انتفاء لازم ہے انتفاء ملزوم پر استدلال کرنا ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک دوسرا معنیٰ معتبر ہے۔

تفصیل دوم:

آیت کریمہ کی ظاہر صورت تو قیاس استثنائی کی ہے۔ اگر قیاس اقترانی بنانا چاہیں تو شکل ثانی کی صورت میں بن سکتا ہے۔ ہم قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی دونوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر پہلے تھوڑی سی تمہید سن لیں۔

تمہید:

قیاس استثنائی میں اگر مقدمہ موضوعہ متصلہ ہو تو اس میں ملازمہ کلیہ شرط ہے اور قیاس اقترانی کی شکل ثانی میں اختلاف مقدمتین فی الکیف اور کلیہ کبری شرط ہے۔ پھر ملازمہ کی دو قسمیں ہیں۔ عقلی اور عرفی۔ عقلی جیسے طلوع شمس کو وجود النہار لازم ہے اور عرفی جیسے حاتم طائی کو سخاوت لازم ہے۔ علم الغیب اور استکثار من الخیر کے درمیان بھی عرفی لزوم ہے۔ کیونکہ عموماً دستور ہے کہ جب انسان کو خیر و شر کا علم ہوتا ہے تو وہ خیر کو حاصل کرتا اور شر سے بچتا ہے خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ذات سے خبر دے رہے ہیں۔ اگر مجھے علم غیب ہوتا تو میں ایسا کرتا۔ تو علم غیب کی صورت میں اس کا وقوع ضروری ہوگیا۔ ورنہ آپ کے کلام میں کذب لازم آئے گا۔ اور کلمہ لو کا استعمال بے محل ہوجائے گا۔ جس سے خدا اور رسول دونوں پاک ہیں۔ شائد کہا جائے کہ لو، ان، اذا مہملہ کا سور ہیں۔ اور مہملہ جزیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے تو پھر ملازمہ کلیہ کس طرح ہوا؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لو مجاز (ان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اصول فقہ میں مسائل طلاق وغیرہ میں لکھا ہے (ملاحظہ ہو نور الانوار مبحث حروف شرط ص 140

اس وقت وہ مہملہ کا سور ہوگا۔ ورنہ وہ اپنے معنی میں مہملہ کا سور نہیں بن سکتا۔ قرآن مجید میں ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا --سورۃ الانبیاء22

اس میں ملازمہ کلیہ ہے اگر ملازمہ کلیہ نہ ہو تو یہ توحید کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس طرح آیت زیر بحث کو سمجھنا چاہیے۔ خلاصہ یہ کہ لو کا اپنا معنیٰ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم جو ارباب معقول کے ہاں معتبر ہے ملازمہ کلیہ کو مستلزم ہے اس لیے اس حالت میں مہملہ کا سور نہیں ہوگا۔

قیاس استثنائی۔

«لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ولکنی لم استکثر من الخیر و مسنی السوء فلم اکن اعلم الغیب»

قیاس افترائی۔

«انا لست مسکثر الخیر و مسنی السوء وکل عالم الغیب مستکثر الخیر ولم یمسہ السوء فانا لست عالم الغیب»

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص217

محدث فتویٰ